مولای صل وسلم دائما ابدا　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بمقابلہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سرداری کی بشارت اور اس کی وجہ

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۰، سائیڈ اے، ۸۴-۲-۳

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد ! ایک صحابی ہیں حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو منبر پر تشریف فرما دیکھا اور یہ دیکھا کہ حضرت حسنؓ ایک طرف آپ کے پہلو میں ہیں کبھی تو آپ اپنا رُخ کرتے ہیں لوگوں کی طرف اور کبھی رُخ کرتے ہیں حضرت حسنؓ کی طرف۔

حضرت حسنؓ اور بشارت

اتنے میں آپ نے یہ فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مُسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیں گے۔ شاید کہ صُلح کرا دیں۔ اللہ اور اس کے کلام میں شاید (لعل) کا لفظ جو ہوتا ہے وہ شک کے معنی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ (بعض اوقات صرف) استعمال میں آتا ہے مُراد یہ ہوتی ہے کہ ایسے ہوگا۔ پھر جب وہ دَور آیا تو واقعتًا اسی طرح سے ہُوا۔

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، بڑے بہادر ہیں طائف کی لڑائی میں اور دوسری جگہوں پہ بھی تن تنہا اُنھوں نے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔

مُسلمان سے جنگ نہ کرنے کی نصیحت

لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو ایک نصیحت فرمائی تھی کہ کبھی کسی مُسلمان سے جنگ نہ کرنا اُس پر ہتھیار نہ اُٹھانا تو اُس کا اثر یہ ہُوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اُنھوں نے کبھی کسی طرف سے بھی حصّہ نہیں لیا اور جہاں تک ہو سکا جنگ میں شامل ہونے سے روکتے رہے۔

نصیحت پر عمل

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں آئے تو میرا ارادہ ہُوا کہ مَیں ساتھ شامل ہو جاؤں اسی طرح ایک اور بھی تابعی ہیں اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ میرا ارادہ

تھا کہ مَیں شامل ہو جاؤں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور اُن میں سے ایک نے کہا بھی تھا کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابنِ عم یعنی چچازاد بھائی کی مدد کرنی چاہتا ہُوں اس لیے مَیں جارہا ہوں انہوں نے جاتے جاتے ان کو روک دیا اور انہوں نے کہا کہ نہیں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے کہ اذا التقا المسلمان بسیفیھما اگر دو مُسلمان آپس میں اپنی تلواروں سے لڑنا شروع کر دیں تو فالقاتل والمقتول فی النار دونوں جہنّم میں جائیں گے اس واسطے میں کسی طرف سے بھی شامل نہیں ہونا یہ روکتے رہے قلبًا مؤید تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اُن کی تائید کی ہے نماز پڑھی ہے اُن کے پیچھے تو بہت خوش ہُوئے۔

ایک دفعہ ایسے ہُوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مت لڑائی میں حصّہ لینا کبھی بھی یعنی مُسلمانوں کی جنگ میں تو اُنھوں نے دریافت کیا کہ اگر کوئی آدمی میرے اُوپر چڑھ کر ہی آجائے تو پھر کیا کریں تو پھر بھی آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ یہ حدیث سُنی ہوئی تھی اُس دَور کی۔ اَب دَور آیا یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر سمیت آئے تو اِس دَور میں اِن سے پُوچھا گیا کہ اگر آپ کے پاس ہی کوئی آجائے چڑھ کر تو؟ تو کہنے لگے کہ اگر کوئی آگیا میرے پاس تو بھی[1] ما بَھَشْتُ بقصبةٍ

مَیں تو بانس کی جو چھڑی ہوتی ہے یا لکڑی وہ بھی حرکت میں نہیں لاؤں گا۔ یعنی وہ اگر مجھے مارجائیں تو مار جائیں کیونکہ منع کر دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ مَیں بالکل حصّہ نہیں لُوں گا۔ وہ مارتا ہے تو مار جاتے ظلم کا گُناہ اُس کے سر ہو گا۔ یہ اُن کے ذہن مُبارک میں تھا اور اس کی وجہ ارشادات تھے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے۔ ان ارشادات کی وجہ سے ایسے واقعات صحابہ کے ملتے ہیں مگر کم بہت کم چند صحابہ کرام تھے جنھوں نے عذر کیا اور یہ وجہ بھی بتائی انھی میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ جو گھر کے آدمی تھے پلے وہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

خادمۂ اہلِ بیت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ خادمہ تھیں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو زوجۂ محترمہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو حضرت حسن کی والدہ تو کام کرتی ہوتی تھیں۔

---

[1] بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۶

حضرت اسامہؓ غلام کے بیٹے اور زوجہ محترمہ، وضاحت کی وجہ

اور یہ بالکل چھوٹے تھے تو حضرت ام سلمہؓ انہیں بہلانے کے لیے اُن کے مُنہ میں اپنا پستان دے دیتی تھیں کہتے ہیں کہ اُن کی زبان میں فصاحت، بلاغت اور جو تاثیر تھی وہ اس کی برکات تھیں جو اُن کو دُودھ کے ساتھ ملیں حضرت حسن بصری وہیں پلے بڑھے۔ مدینہ منوّرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کا بے حد تعلق بنتا تھا بہت زیادہ یعنی یہ شجرات جو ہیں چشتیہ ہے، قادریہ ہے، سہروردیہ ہے اور نقشبندیہ ہے جو مسلسل شجرہ ہے وہ اسی سند سے ہے۔

حضرت حسن بصریؒ حضرت علیؓ ہی کو حق پر سمجھتے تھے مگر لڑائی سے الگ رہے

حضرت حسن بصری اور علی رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ میں ساتھ رہے اور تقریباً چودہ پندرہ سال کے ہوں گے کم از کم جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منوّرہ سے روانگی ہُوئی۔ پھر یہ بھی آئے بصرہ میں تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو روکا حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے اور یہ رُک گئے۔ یہ نہیں کہ کسی اور طرف تھے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق پر نہیں سمجھتے تھے بلکہ یہ کہ وجہ یہ تھی کہ مُسلمانوں کی جنگ میں جتنا بھی کم سے کم ہو سکے شرکت کی جائے، زیادہ نہ کریں یہ نکتہ نظر تھا اس حدیث شریف میں حضرت ابوبکرہؓ یہ واقعہ نقل فرما رہے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حسنؓ کی طرف اور ایک دفعہ مجمع کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں اور یہ فرمایا ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین دو بڑی جماعتوں میں شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے صلح کرادے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ خلیفہ بنے ان کے ہاتھ پہ لوگوں نے بیعت کی اور کہتے ہیں کہ لوگ ان کے زیادہ مطیع تھے بہ نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

عظیم لشکر کی روانگی اور بالآخر صلح

یہ لے کر چلے ہیں لشکر، بمقابلہ حضرت معاویہؓ، بمقابلہ اہل شام بخاری شریف میں آتا ہے کہ جب یہ پہنچے ہیں اس جگہ کہ جہاں لشکر قریب پہنچے ان کے لشکروں کے تو حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جائیں جائزہ لیں دیکھیں کیسا لشکر

۱؎ بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۸

ہے ؟ کتنا بڑا ہے ؟ کتنی قوّت اس پر صرف ہوگی ؟ رائے قائم کریں میدانِ جنگ کے بارے میں نقشہ جنگ وغیرہ بنانے کے لیے تو آکر اُنھوں نے رپورٹ دی کہ اِنّی لا ریٰ کتائب لا تولّٰی حتی تقتل اقرانھم اتنے بڑے بڑے جتھے اُن کے ساتھ ہیں لشکروں کے کہ اُن کو پیچھے دھکیلا نہیں جا سکتا حتّٰی کہ یہ اتنے ہی آدمیوں کو مار دیں گے جتنے یہ خود ہیں پھر جا کر بڑی مشکل سے شکست ہوگی اُن کو اور بہت بڑی تعداد ہے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوچا اور اُنھوں نے کہا کہ دیکھو میرا خیال یہ ہے کہ لڑائی نہیں ہونی چاہیے کسی نہ کسی طرح صلح کرنی چاہیے تو حضرت عمر ابن عاص رضی اللہ عنہ نے رائے دی، اشارہ یہی دیا کہ فتح ہماری ہو جائے گی۔

رائے کی ایک وجہ عسکری اعتبار سے

اور اس کی وجہ بھی سمجھ میں آتی تھی کہ یہ (حضرت حسنؓ) عراق میں اپنے ملک کی آخری سرحد تک گئے تھے۔ سپلائی لائن اُن کی دُور ہو جاتی ہے ان کی (حضرت معاویہؓ کی) قریب تھی اور مدد بھی لوگوں کی آسکتی ہے۔ تو نقشہ جنگ اگر لڑائی ہوتی تو یہ ہوتا انھیں (حضرت عمرو بن عاصؓ کو) اندازہ تھا کہ ہمارے لوگ کسی نہ کسی طرح سے آخر کار غالب آجائیں گے۔ لڑائی اگر لمبی ہوگئی تو بھی غالب آجائیں گے لمبی ہونے میں تو بہت ہی فائدہ ہے کیونکہ پھر تو جو لشکر باہر سے حملہ آور ہو رہا ہو وہ شکست کھا جائے گا واپس چلا جائے گا تو اُنھوں نے جا کر یہ باتیں کیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کی مخالفت کی اور کہا کہ صلح ہونی چاہیے جس طرح بھی ہو سکے انھوں نے کہا کہ نہیں فتح ہماری ہو جائے گی۔

لڑائی سے گریز کی حکمت، معاشی مسائل پیشِ نظر

تو انھوں نے کہا کہ دیکھو ان قتل ھٰؤلاء ھٰؤلاء وھٰؤلاء ھٰؤلاء اگر انھوں نے انھیں مار دیا تو من لی بضیعتھم من لی بنسائھم یہ جو کے بچے ہوں گے ان کی کون تربیت کرے گا ؟ کون دیکھ بھال کرے گا ؟ اگر اتنے آدمی مارے گئے اور جو اِن کی عورتیں ہوں گی اُن کی کون دیکھ بھال کرے گا ؟ کون انھیں سنبھالے گا ؟ یہ تو بہت مشکل کام ہے یہ ہم نہیں کر سکتے لہٰذا کوئی جائے وہاں اور گفتگو کرے۔

حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرتِ حسنؓ سے صلح کی بات چیت کیلیے پُرانے صحابہ نہ تھے بلکہ بعد کے فاتحین صحابہ تھے

ان سے گفتگو کے لیے جو تیّار ہوئے نامور لوگ تھے قریش[3] کے وہ بہت پُرانے صحابہ کرام میں سے تو نہیں تھے وہ

ل بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۳ ۲ بخاری ج ۱ ص ۳۷۳ ۳ یہ دو حضرات تھے حضرت عبدالرحمان بن سمرۃ القرشی اور عبداللہ بن عامر القرشی من بنی عبد الشمس

لوگ یعنی اہلِ بیت میں سے ہوں یا عشرہ مبشرہ میں سے کوئی ہوں یہ تو نہیں بلکہ ہُوا یہ کہ جو جنرل رہ چکے تھے بعد کے دَور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں اور کچھ ان کے پہلے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں جنھوں نے بڑی فتوحات کی تھیں بہت جہاد کیے تھے اور وہ اپنی لڑائیوں میں بڑے کامیاب رہے تھے۔ ان کے اثرات بڑھ گئے تھے بہت زیادہ، ان لوگوں میں سے ہونے چاہییں تو ایسے لوگوں کا اُنھوں نے انتخاب کیا اور کہا کہ جائیں گفتگو کریں وہ لوگ آئے اور ان سے گفتگو کی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اطمینان نہیں ہوا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کا ضامن ہو سکے کہ جو گفتگو کی جا رہی ہے جو معاہدہ کیا جا رہا ہے اس پر پُورے رہیں گے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر اُنھوں نے کہا (جو قبیلے کے بڑے لوگ تھے) کہ ہم اس کے ذمّہ دار ہیں گفتگو چلتی رہی حتّٰی کہ صلح مکمل ہوگئی[1]۔

ایک خاص نکتہ، نبی علیہ السلام نے حضرت حسنؓ کی تعریف فرمائی حضرت معاویہؓ کی نہ فرمائی

دیکھنے کی بات یہ ہے اصل میں بہت بڑی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تعریف حضرت حسنؓ کی فرمائی ہے اور حضرت معاویہؓ کی نہیں کی جبکہ آپ کو پتہ تھا کہ یہ ہونے والا ہے اس طرح سے تو دوسرے آدمی کی بھی آپ تعریف کر سکتے تھے نام لیے بغیر کہ جو اُن کے مقابل ہوگا اس کا یہ اجر ہے یا یہ درجہ ہے اُن کے بجائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تعریف حضرت حسنؓ ہی کی کی ہے تو اس کی ایک وجہ معاملہ کا فرق ہے ـــــ حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ کے معاملہ کا فرق ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح تو جاری رکھی مگر یہ نہیں چاہا اور اس پر کبھی راضی نہیں ہُوئے کہ وہ اپنی حکومت چھوڑ دیں نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور میں اور نہ آج جب اُس دَور میں راضی نہیں تھے تو اَب کیسے راضی ہوتے حکومت چھوڑنے پر اور حکومت جب کسی کے ہاتھ میں آجائے تو وہ نہیں چھوڑنی چاہتا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ کارنامہ بہت بڑا انجام دیا کہ اُنھوں نے اپنا حق چھوڑ ہی دیا بالکل اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوگئے کہ اِن کے بعد پھر اگر زندگی رہی تو پھر مَیں ہو جاؤں گا یعنی ٹکراؤ نہیں رہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی پیش کش تو کی ہے لیکن یہ پیش کش نہیں کی کہ اگر آپ کسی طرح نہ مانیں تو مَیں دستبردار ہونے کے لیے تیار ہوں۔ اپنی خلافت کے دعوے سے یا گورنری سے جو بھی چیز تھی دونوں میں سے کسی کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے اور اِنھوں نے کیا ہے یہ اس بنا پر بہت بڑا کام اور بہت بڑا درجہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بنتا ہے انھوں نے اپنا حق ہی چھوڑ دیا اور صرف کچھ چیزیں[2] طے کیں کہ جو اپنے خرچ کے لیے اور اپنے لوگوں کے لیے جو بہت

---

[1] بخاری ج ۱ ص ۳۷۳

بڑے بڑے مصارف جو اُن کے ذمّے تھے کہ اتنا وظیفہ اور اتنے علاقہ کی آمدنی جو ہے وہ مَیں لیتا رہوں گا۔

جمع کرنے یا اپنی ذات پر خرچ مقصد نہیں تھا

جمع کرنے کے لیے نہیں تھی اور نہ اس لیے تھی کہ وہ اتنا پیسہ اپنے اُوپر خرچ کیا کرتے تھے بلکہ جب ایک آدمی پُوری حکومت کر رہا ہو تو اس کے متعلقین کی اس پر اسی قدر ذمّہ داریاں، تعلقات اور واجبات بڑھ جاتے ہیں کہ اس کو خرچ کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اس بنا پر ان سے جو کچھ بھی ہو سکا جتنا ضروری لگتا تھا اُتنی اُنھوں نے شرطیں لگائیں۔ کچھ ایسے علاقے تھے جہاں جب جہاد ہو رہا تھا اس جہاد کی فتوحات میں یہ بھی شامل تھے وہ ادھر ایران کی طرف کے علاقے بنتے ہیں اُس علاقے کی آمدنی کے بارے میں بھی فرمایا کہ کہ وہ بھی میرے پاس رہے گی اس طرح سے ان حضرات میں صُلح ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو تعریف فرمائی تھی وہ درست تھی جو پُوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں ان حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز
NBB
نفیس بُک بائنڈرز
ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے
نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے
مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں
۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ٥ فون 7322408